
McGill University Library
3 102 715 704 0

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِی الْاَرْضِ کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ

خلافت

کا پہلا خطبہ

جس میں قرآن مجید کی آیتوں سے خلافت کو من جانب اللہ ثابت کیا گیا ہی

اور جس کو اسکے مؤلف

حاجی محمد موسیٰ خاں رئیس دتاولی ضلع علی گڑھ نے

مقام دتاولی سی شایع کیا

اور لاڈلی موہن کے اہتمام سے

مفید عام پریس علی گڈھ میں طبع ہوا ۱۳۴۰ھ

باسمہ سبحانہ

تہدیہ

اوس کے علمی شغف ملکی اور قومی معاملات سے دلچسپی اور مذہب سے
خاص محبت ہونے کی وجہ سے ان اوراق کو بطور ایک لازوال پدری میراث
کے اپنی بڑی بیٹی نورچشمی راحیل شروانیہ بیگم کے نام پر ہدیہ کرتا ہوں
اللہ تعالیٰ اوس کو دین کی اور زیادہ محبت دے اور اوس کی عمر اور اقبال
میں ترقی کرے۔

نوشتہ بماند سیہ بر سپید
نویسندہ را نیست فردا امید

موسیٰ
کوٹھی مشرف منزل علی گڑھ
۱۶ر صفر المظفر سنہ ۱۳۴۰ھ

دیباچہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

عَسٰی اَنْ تَکْرَھُوْا شَیْئًا وَّھُوَ خَیْرٌ لَّکُمْ

یورپ کی پچھلی جہاں سوز جنگ نے دنیا کے طبقہ کا کوئی حصہ نہیں چھوڑا جہاں اپنی پھونک دینے والی لپٹ کا اثر نہ پہونچایا ہو۔ کوئی ملک اور کوئی قوم ایسی باقی نہیں رہی جو اس آگ کے شعلوں سے بچ جانے کا دعویٰ کر سکے۔ یورپ میں یہ غارتگر لڑائی سنہ ۱۹۱۴ء سے شروع ہوئی۔ اور ایک فریق کا دعویٰ ہی کہ سنہ ۱۹۱۸ء میں ختم ہو گئی مگر اب کہ سنہ ۱۹۲۱ء ختم ہونے کے قریب آگیا مسلمانوں کی تمام دنیا میں پھیلی ہوئی قوم کو اس ہولناک لڑائی کے آتشین شعلے اب بھی برابر جلا رہے ہیں۔ مراکو کے غریب مسلمان اب بھی برابر اُسی دہکتے تنور میں جھونکے جا رہے ہیں۔ وسط ایشیا کے مسلمان آج ایک

عرصہ سے اپنی لگی ہوئی بجھانے کی کوشش کر رہے ہیں مگر جتنی وہ لوگ کوشش کرتے ہیں اوتنی ہی آگ اور بھڑکتی ہی۔ چھوٹا سا ٹکرہ افغانستان خوف زدہ ہے کہ کہیں اس جنگی آگ کی چنگاری اون کے ملکی کھلیان میں نہ جا پڑے جس سے اوسکی قوم جلکر بھسم ہو جائے۔ ایرانی مسلمان اس آگ کی بچی ہوئی بھوبل پر پانی ڈالنے میں مصروف ہیں کہ کہیں یہ راکھ بھپک کر آگ کے شعلے پیدا نہ کر بیٹھے۔ عرب کے خطوں میں تو ہر جگہہ اس کے آسمان تک اوٹھنے والے شعلے مصیبت ڈھا رہے ہیں اور تمام عرب اسکا ایندھن بنا ہوا ہی اور اس اکال الامم آگ بجھانے کا اس خطہ میں ہر طرف غل پڑا ہوا ہی۔ یہ تو مسلمان قوم کے وہ لوگ ہیں جو دنیا کے حصّوں میں جا بجا اپنی آزاد ہستی اور جداگانہ حکومتوں کے ڈھونگ بنائے بیٹھے ہیں۔ لیکن دنیا کے طبقہ پر مسلمان قوم کے ایسے ایسے اجزا بھی ہیں جو اپنی شان شوکت حکومت سلطنت سب کچھ کھو چکے ہیں صرف اون کا قومی وجود باقی ہی جیسے ہندوستان۔ مصر۔ ٹونس الجیریا وغیرہ کے مسلمان۔ یہ لوگ بھی اسی آدم کی اولاد کی جلا دینے والی آگ سے محفوظ نہیں ہیں اور اپنے حکمرانوں کے ساتھ اپنے مال اپنی جانیں بلکہ اپنا ایمان تک اس جنگی دیوتا کے جوالا مکھی کے شعلوں میں جھونک چکے ہیں لیکن اس پر بھی ان کو خوف ہی کہ کہیں اسی آتش فشاں لپٹوں سی اُن کی بچی ہوئی ہستی بھی جلکر خاکستر نہ ہو جائے۔ غرض دنیا کے ہر حصّہ میں "امّتِ ختم رسل شعلہ بہ پیراہن ہی" اور ہر جگہہ کے مسلمان اپنی اپنی نبیڑ رہے ہیں جس سے عام طور پر دنیا کے مسلمانوں میں ہر جگہہ بیداری کے آثار نظر آتے ہیں اور مسلمانوں کی خواب خرگوش اور غفلت جاتی رہی ہی۔ بعض لوگ مسلمانوں کی اسی حرکت کو انکی قومی عظمت کے واسطے اچھی فال کہتے ہیں اور یہ یورپ کی ہولناک جنگ کا مفید پہلو ہی

لیکن اپنی اپنی لگی بجھانے میں اور اس کی کوشش میں تو کسی زمانہ میں مسلمان قوم کے اجزا غافل نہیں رہے خواہ نتیجہ کچھ ہی نکلا ہو مگر اپنی قومی حکومتوں کے بچانے کی جان توڑ کوشش جُدا جُدا ہر وقت میں مسلمان کرتے رہے ہیں۔ مگر مسلمان قوم کی بڑہتی ہوئی محکومی اور غلامی کی حالت دیکھتے ہوئے اقرار کرنا پڑتا ہی کہ اون کی پچھلی مقامی اور وقتی کوششوں سے ان کی قومی عظمت کو کچھ فائدہ نہیں پہونچا۔

یہاں تک جو کچھ لکھا گیا ہی وہ اون مسلمانوں کا حال ہی جو ایشیا اور افریقہ کے حصوں میں آباد ہیں اور وہاں اس لڑائی کا اون پر اثر پڑا ہی۔ ابھی ایک اور اہم برّاعظم یورپ کے مسلمانوں کی مصیبت کی داستان باقی ہی جو دنیا کے اس خطہ کے چھوٹے سے ٹکڑے پر بلقان کی پہاڑیوں میں سمندر کی سُنہری شاخ پر آباد ہیں اور یورپ اور ایشیا کے دونوں سمندری کناروں کو اپنے بے گناہ پاک خون سے پچھلے تین سو برس سے رنگ رہے ہیں۔ یہ مسلمان اوسی مشہور اور بہادر ترکی نسل کی نام لیوا ہیں جس نے ایک زمانہ میں تمام دنیا کو اپنے اثر کے اندر لے لیا تھا اور جن کی بڑھتی ہوئی فتوحات کا ڈنکا۔ دنیا کے ہر حصہ میں بجتا تھا۔ ان یورپ کے مسلمانوں کا حال دوسرے دنیا کے حصوں کے مسلمانوں کے حال سے علیحدہ اس سبب سے لکھا گیا ہی کہ ایک طرف تو اس لڑائی کا خاص تباہی آمیز اثر ان مسلمانوں پر سب سے زیادہ پڑا ہی دوسرے ان ترکی مسلمانوں سے تمام دنیا کے مسلمانوں کو نہایت اہم اور نہایت گہرا تعلق ہی اسی وجہ سے ترکی مسلمانوں کے متعلق بیان ذرا تفصیل کے ساتھ بتانے کی ضرورت ہی۔ گو یورپ کی پچھلی عظیم الشان جنگ دنیا کی دوسری سلطنتوں کے واسطے ایک نئی بات ہو لیکن لڑائی کی حیثیت سے ترکی سلطنت کے واسطے کوئی اجنبی بات نہیں کہی جا سکتی کیونکہ

سینکڑوں برس سے یہ سلطنت مسلسل کسی نہ کسی حکومت کے مقابلہ میں برابر لڑتی رہی ہی اور یورپ کی عیسائی سلطنتیں ہمیشہ اس کی کتر بیونت میں لگی رہی ہیں۔ اس میں شک نہیں ہی کہ یورپ کے اس "مرد بیمار" کے بدن کے ٹکڑے کاٹ کر اسکے معالج ڈاکٹروں نے الگ پھینک دیے ہیں اور سرویا، بلگیریا، مانٹی نگرو، رومانیا اور یونان کی آزادی کے ساتھ ہی بوسینا، ہرزی گونیا، سائپرس اور کریٹ کے مسلمانوں کو ترکی مسلمان سلطنت سے علیحدہ کر کے غیر مسلم حکومتوں کی غلامی میں دیدیا ہی اور اسی طرح اس "مرد بیمار" کو کمزور کر دینے میں کوئی پہلو بچا نہیں رکھا گیا۔ لیکن ابھی اتنی قوت اس بیمار میں موجود ہی کہ جس وقت یہ اپنے معالجوں کو جھٹکا دیکر زبردستی کروٹ بدلتا ہی تو معالج اس کو چھوڑ کر گھبراہٹ میں بھاگ کھڑے ہوتے ہیں اور بدحواسی میں ایک دوسرے پر گر پڑتے ہیں اور اپنے اوزاروں سے آپ زخمی ہو جاتے ہیں۔ بلکہ بعض کے زخم تو ایسے مہلک ہوتے ہیں کہ اون کی جان لیکر پیچھا چھوڑتے ہیں۔

گو یورپ کی یہ مسلمان قوم۔ ترک۔ اس براعظم کے ایک بہت چھوٹے سے حصہ میں ایک کونہ پر پڑی ہوئی ہی۔ لیکن ان ترکی مسلمانوں کو دنیا کے دوسرے مسلمانوں کی بہ نسبت ایک خاص اہمیت حاصل ہی جس سے یہ ترکی مسلمان دنیا کے دوسرے مسلمانوں پر ایک خاص فوقیت رکھتے ہیں اور ان ترکی مسلمانوں کی دنیا کے دوسرے مسلمانوں میں ایسی صورت ہو گئی ہی جیسے انسانی اعضا میں۔ دل۔ ترکی قوم کی فوقیت کا یہ سبب ہی کہ سنہ ۹۱۵ ہجری سے یہ خاندان خلافت کا علم بردار ہی اور خلافت کی نشانیاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا۔ مبارک علم۔ حضور کا جبہ شریف اور چادر مبارک۔ اس خاندان کے قبضہ میں ہی جس کی بنا پر اس خاندان کا بادشاہ سلطان المعظم۔ خادم الحرمین

الشریفین ہونے کا دعویدار ہی اور تمام دنیا کے مسلمان ترکی سلطان کو اپنا خلیفہ سمجھکر اوسکے سامنے مُودّبانہ اطاعت کا اظہار کرتے ہیں۔ یہ ہی خلافت کا شرف ہی جسکی وجہ سے نہ صرف دنیاوی بلکہ۔ ترکی قوم کو ایسی روحانی قوت اللہ تعالیٰ کی طرف سے حاصل ہی کہ باوجود ترکوں کے خلاف عیسائی دنیا کے کامل اتحاد اور کوشش کے جو سلطان سلیمان قانونی کے ویانا کے محاصرہ سے ۱۶۲۳ء سے قائم اور جاری ہی۔ اس تین سو برس کی طویل مدت میں بھی عیسائی سلطنتیں ترکی سلطنت کو جڑ بنیاد سے (خدانخواستہ) نہیں اوکھاڑ سکیں جسکے واسطے ان سلطنتوں نے کوئی دقیقہ اوٹھا نہیں رکھا۔ بلکہ دوسری طرف اسی خلافت کے روحانی قوت کے اثر سے دیکھتے دیکھتے پچھلی صدی میں ترکی سلطنت کی متعدد دشمن حکومتوں کا۔ آزادی کے لحاظ سے نام و نشان مٹ گیا۔ پولینڈ۔ ہنگری جو اپنی جداگانہ آزاد حکومتوں کے زمانہ میں ترکوں کے تباہ کرنے کی کوشش میں یورپ کی عیسائی سلطنتوں میں پیش پیش رہتے تھے۔ آج وہ دنیا کی قوموں کے غائب کردینے والے زخار سمندر کی موجوں میں ڈوبتے اوچھلتے کبھی ماتحت کبھی آزادی کے دھندلے نشان دکھاتے دوسری قوموں کے رحم پر اپنی چند روزہ ہستی کے دن پورے کر رہے ہیں۔ آسٹریا، جرمنی اور روسی جو ہمیشہ ترکوں کے ذبح کرنے کے واسطے بغل میں چھری دبائے پھرتے تھے اُنکے ٹکڑے اوڑ گئے اور ان کی قومی عظمت خاک میں مل گئی۔ ان میں سے روس کی سلطنت نے تو اپنا مفر اسی میں دیکھا کہ ترکوں کے تباہ کرنے والے یورپین اتحاد سے اپنا تعلق جدا کرلے اور اب وہی سلطنت نے ترکوں سے دوستی کرکے ایشیائی اتحاد کے ساتھ میں پناہ لینا پسند کیا ہی۔ مانٹی نگرو جس نے بلقان کی لڑائی میں ترکی فوج پر سب سے پہلے

گولا داغنے کا سہرہ اپنے سر پر باندھا تھا۔ ایسے گمنامی کے سمندر میں ڈوبا ہی جس کا اب
نام بھی سننے میں نہیں آتا۔ یہ تو خلافت کی دشمن سلطنتوں کا حشر ہو رہا ہی۔ اب اسکے
دشمن نامور خاندانوں کا حال ملاحظہ فرمایا جائے۔ روس کا زار الیکزنڈر۔ جس نے ترکی
سلطنت کو "یورپ کا مرد بیمار" بتایا تھا اور کہا تھا کہ یہ بیمار آخری دم توڑ رہا ہی اوسکا
بڑی آن بان والا خاندان ہمیشہ کے واسطے صفحہ ہستی سے نیست ونابود ہو گیا۔ جرمنی
کے ہونہر دلیر تاج دار خاندان کے سر سے ہمیشہ کے واسطے تاج چھین لیا گیا۔ فرانس
کا نپولین کا شاہی خاندان گمنامی کے دریا میں ڈوب گیا۔ آسٹریا اپنے نامور شاہی
خاندان کو بالکل بھول گیا یہ سب کے سب یورپ کے وہ حکمران خاندان تھے جنھوں
نے اپنے اقبال کے زمانہ میں۔ ترکی سلطنت کے تباہ کرنے کی سازش اور اس کے
واسطے عملی کام کرنے میں کبھی کوئی دقیقہ اوٹھا نہیں رکھا۔ مگر خلافت کے روحانی اثر
سے۔ اپنے زوروں میں خود ہی برباد ہو گئے۔ گہری نظر ڈالنے والے کے واسطے یہ
صاف صاف خلافت کی روحانی قوت کی نشانیاں ہیں جو خلافت کی علم بردار ترکی
سلطنت کی تاریخ میں پائی جاتی ہیں اور جن کو یہاں تذکرہ کے طور پر درج کر دینا ضروری
سمجھا گیا تاکہ ان حالات پر نظر ڈالنے کے بعد۔ ترکی مسلمانوں پر جو اس عظیم الشان
جنگ کا اثر پڑا ہی اوس کا آسانی سے پتہ لگ جائے۔ قوموں کو تباہ کر دینے والی اور
ملکوں کو ویران کر دینے والی یورپ کی پچھلی لڑائی کے شعلے لڑائی چھڑنے کے چند ہی
روز بعد ترکی مسلمانوں کے ملک میں پھیل گئے اور ترکوں کے بادشاہ خلیفۃ المسلمین
سلطان المعظم خلد اللہ ملکہٗ کو ایک فریق کا طرف دار ہو کر لڑائی میں شریک ہو جانا پڑا
خلیفۃ المسلمین کے لڑائی میں آجانے سے مخالف فریق کی عیسائی سلطنتوں کو پریشانی ہی

ان حکومتوں کو اندیشہ ہوا کہ اون کی مسلمان رعایا میں۔ اس خیال سے کہ یہ لڑائی خلافت کے مقابلہ میں ہی بددلی اور بے چینی نہ پیدا ہو جائے۔ ان عیسائی سلطنتوں نے اب سیاسی اور ڈپلومیٹک ترکیبیں چلنا شروع کر دیں۔ ایک طرف تو ان عیسائی حکومتوں نے عربوں میں ترکی عربی نسلی تفریق کے جذبات اور منافرت پیدا کر کے عربوں کو پاک اسلامی شعار۔ اسلامی اخوت اور مسلمانوں کے باہم صلح رکھنے کے خدائی حکم "انما المومنون اخوۃ فاصلحوا بین اخوتکم" سے بھٹکا کر علیحدہ کر دیا اور مکہ مکرمہ کے ناواقف اور جاہل لالچی شریف کو خلافت کا سبز باغ دکھا کر اوس سے خلافت کے مقابلہ میں بغاوت کرا دی اور ترکی سلطنت سے آزادی کا اعلان کرا دیا دوسری طرف ان عیسائی سلطنتوں کے ذمہ دار اراکین اور وزیروں نے اپنے اپنے ماتحت مسلمان ملکوں میں اشتہار کر دیا کہ یہ لڑائی مذہبی لڑائی نہیں اور اصولاً خلافت سے اس لڑائی کو کوئی تعلق نہیں ہی نیز یہ کہ مسلمانوں کے مقدس مقامات اس لڑائی کے اثر سے محفوظ رہینگے اور یہ کہ ترکی قوم اپنی آزاد وطنی حکومت سے کسی حال میں محروم نہیں کی جاویگی۔ ان سیاسی چالوں اور اشتہاروں سے مسلمانوں کی پریشانی اور ہراس جاتا رہا اور وہ اپنے مقدس مقامات کو محفوظ اور خلافت کو مامون سمجھنے لگے اور ہندوستان کے ہندو مسلمانوں کی مالی اور جانی قربانی اور مدد سے اس عظیم الشان لڑائی میں ترکی سلطنت کے مخالف فریق کو کامیابی ہو گئی۔

جیسا کہ اوپر لکھا جا چکا ہی کہ یورپ کی عیسائی دنیا تو تین سو برس سے ترکوں کو یورپ سے نکال باہر کر دینے کے درپے تھے۔ اب ترکوں کے اس پچھلی لڑائی میں شریک ہو جانے اور ترکی فریق کی شکست سے۔ کامیاب عیسائی سلطنتوں کو۔ ترکی سلطنت کے تباہ

کر دینے کا ایک اور بہانا ملگیا اور ترکی سلطنت کی کتر بیونت شروع کر دی گئی۔ جنگ
کے ابتدائی زمانہ کے اعلانوں اور وعدوں کے صریح خلاف جن کا تذکرہ اوپر آچکا ہی
لڑائی کے آخری زمانہ میں مسلمانوں کے مقدس مقامات، کربلاے معلّی، نجف اشرف
کاظمین شریف، بغداد شریف، وغیرہ اور عراق عرب کی دوسری مقدس زیارت
گاہیں اور شام کے متبرک مقامات اور بیت المقدس، لڑکر خلیفہ کے قبضہ سے نکال
لئے گئے اور عیسائی سلطنتوں کے قبضہ میں دیدیے گئے پھر ان متبرک مقامات کو فرضی
طور پر ایک مسلمان کو شاہ شطرنج بنا کر بظاہر اوس کے قبضہ میں دیدیا گیا لیکن درحقیقت
نوآبادیوں کی وزارت کی زیر نگرانی عیسائی حکومت کا قبضہ رکھا گیا ہی، جیسا کہ عراق
عرب میں شریف فیصل کو کھلونہ بنا کر کیا جا رہا ہی اور ممکن ہی کہ بیت المقدس اور شام
میں بھی ایسا ہی کچھ عملدرآمد ہو۔ خلافت عظمیٰ کی تباہی کے واسطے اسی پر بس نہیں کیا گیا
بلکہ فاتح عیسائی سلطنتوں نے ایک اور علانیہ خلاف معاہدگی کی کہ نہ صرف تھرس کی
مقدس زیارت گاہیں اور سمرنا کا اہم حصہ بے وجہ بے سبب یونان کو دیدیا بلکہ مسلمانوں
کے دارالخلافت قسطنطنیہ پر قبضہ کر کے خلیفۃ المسلمین کو حراست میں لے لیا اور خلافت کی
وفادار ترکی افسروں کو پکڑ پکڑ کر قید میں بھیجدیا، خلافت عظمیٰ اور ترکی سلطنت کے ان
جاں نثار ترکی افسروں کی پکڑ دھکڑ میں، ان لوگوں میں سے ایک ہوشیار ذہین
قابل افسر غازی مصطفےٰ کمال پاشا قسطنطنیہ سے نکل بھاگا اور ترکی سلطنت کی ایک
غیر آباد حصہ اناطولیہ میں ایشیائے کوچک میں پہونچکر اس ترکی افسر نے پناہ لی اور
خانماں برباد پریشان اور سرگردان ترکوں کو اکھٹا کر کے، خلافت عظمیٰ کی حفاظت،
ترکی قوم کے زاد بوم کو غیروں کے اثر سے آزاد کرانے اور خلیفۃ المسلمین کو عیسائیوں کی

حراست سے نکال لینے کے واسطے، انگورہ میں، ایک عارضی چھوٹی سی جمہوری سلطنت
کی بنیاد ڈال دی۔ اور یونان، جسکو بالکل ناحق، ترکوں کے وطن، ملک میں مالک بناکر،
زبردستی عیسائی حکومتوں نے گھسیڑ دیا تھا، اوس کو، مصطفےٰ کمال پاشا نے، انگورہ کی
جمہوری کی طرف سے پیغام دیدیا کہ ترکی زاد بوم سے اپنا قبضہ اوٹھالے۔ جب یونان
نے اس کو نہیں سُنا، تو مصطفےٰ کمال پاشا نے، یونان پر جہاد کا اعلان کر دیا۔ اب فاتح
عیسائی سلطنتوں نے ایک اور چال چلی، دارالخلافت قسطنطنیہ پر تو ان عیسائی
سلطنتوں کا قبضہ تھا ہی اور سلطان المعظم اور اون کے وزرا اور شیخ الاسلام نظربند
کی صورت میں، عیسائیوں کی حراست میں تھے ہی۔ ان غاصب عیسائی حکومتوں نے
مصطفےٰ کمال پاشا کے خلاف قسطنطنیہ میں، ایک محضر طیار کرا یا جس میں اس سچے خلافت
کے جاں نثار اور اسلام کے فدائی مجاہد، غازی مصطفےٰ کمال پاشا کو سلطان المعظم سے
باغی قرار دیا اور شیخ الاسلام قسطنطنیہ کے اوس پر دستخط حاصل کیے، تاکہ اسلامی دنیا
میں مصطفےٰ کمال پاشا کی طرف سے بد دلی پیدا ہو جائے، مگر مسلمان تاڑ گئے اور اُنھوں
نے صاف اعلان کر دیا کہ مسلمانوں کو مصطفےٰ کمال کی ذات پر بھروسہ ہی اور یہ محضر جو
مصطفےٰ کمال پاشا کے خلاف طیار کیا گیا ہی، ایک دھوکہ ہی اور قیدی شیخ الاسلام
قسطنطنیہ کے اس پر دستخط کا کچھ اثر نہیں ہی۔

یورپ کی پچھلی تباہی انگیز لڑائی کی قوموں کو جلا کر خاک کر دینے والی آگ کا، ترکی
مسلمانوں اور دنیا کے دوسرے حصّوں کے مسلمانوں پر، خلافت عظمیٰ کے درمیان
میں آجانے سے۔ ایسا گہرا اور عالمگیر اثر ہوا جس نے تمام اسلامی دنیا میں ہل چل ڈالدی
اور دُنیا کے ہر حصّہ کے مسلمان اپنی اپنی مقامی مصیبتیں بھول کر خلافت کی مصیبت

کی طرف متوجہ ہوگئے۔ دنیا بھر کے مسلمانوں کو یہ خیال پیدا ہوگیا کہ اونکی خلافت
پر یہ مصیبت جو گزر رہی ہی، یہ من حیث القوم، مسلمانوں کی عظمت، جس کے واسطے
مسلمانوں سے مخاطب ہوکر۔ قرآن مجید میں کہا جاچکا ہی لاتہنوا ولاتحزنوا وانتم
الاعلون ان کنتم مؤمنین تم سُست اور رنجیدہ مت ہوجاؤ اور تم سب سے
بڑے ہوگے اگر تم مسلمان ہو اور اس قرآنی فرمان کے بموجب مسلمان دعویدار ہیں،
کہ اون کو دنیا میں عظمت کا حق حاصل ہی، اور مسلمانوں کی قومی آزادی جو پچھلے
تیرہ سو برس سے خلافت کی حفاظت میں پرورش پارہی ہی۔ عیسائی حکومتیں
اوس کو برباد اور تباہ کر دینے کے درپے ہیں مسلمان قوم کا یہ ایسا زبردست
خیال تھا اور اوس کا ایسا گہرا اثر تھا کہ مکہ مکرمہ کا باغی شریف تک چیخ اوٹھا کہ وہ
خلافت کا دعویدار نہیں ہی بلکہ خلیفۃ المسلمین سلطان المعظم ہی کو اپنا خلیفہ سمجھتا ہی۔
افغانستان کی طرف سے خلافت کے بچانے کے واسطے غازی اعظم مصطفےٰ کمال پاشا
کی مالی اور فوجی مدد بھیجی جانے لگی۔ وسط ایشیا اور کوہ قاف کے مسلمان خلافت کی
عملی مدد کے واسطے آمادہ ہوگئے۔ ایران کے مسلمانوں کو مصطفےٰ کمال پاشا کی انگورہ
گورنمنٹ سے معاہدہ کیئے جانے کی فکر پیدا ہوگئی۔ ہندوستان میں خلافت کی حفاظت
کا غل مچ گیا اور ہمارے ملک کے مخدوم فنا فی الخلافت، مولانا شوکت علی اور مولٰنا
محمد علی نے خلافت کے مسئلہ میں اپنے ملکی بھائیوں کی سرگروہی اپنے ذمہ قبول کر لی
اور عام طور پر تمام ملک میں خلافت کا غوغا بلند کر دیا، اور ہندوستان کی گورنمنٹ
کو اوس کا ۲ نومبر ۱۹۱۴ء کا اعلان اور وعدہ یاد دلا کر۔ مقامات مقدسہ کے وہ
حصہ جو برطانیہ سلطنت کے قبضہ میں تھے خلافت کو سپرد کر دینے اور دار الخلافت

قسطنطنیہ سے برطانیہ کی فوجیں ہٹا لینے کا مطالبہ کر دیا گیا- غرض تمام دنیا کی مسلمانوں میں اپنی مرکزی عظمت کی حفاظت کا خیال پیدا ہو گیا- اور اپنے اپنے ملکی کام ملتوی کر کے دنیا بھر کے مسلمان خلافت کی طرف متوجہ ہو گئے، یہ اسی پچھلی جہاں سوز جنگ کا مسلمانوں کے حق میں ایک مفید نتیجہ کہا جا سکتا ہی- عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد-

گیا ہی عرش معلّٰی پہ شور نالوں کا
خدا..... کرے آزار دینے والوں کا

لعل اللہ یحدث بعد ذٰلک امرا

یہ تو سب کچھ ہو رہا ہی اور خلافت کو مسلمانوں کا مذہبی سوال ہونا سب جان گئے ہیں- لیکن ابھی تک خلافت کے مذہبی سوال ہونے کے متعلق قرآن مجید اور حدیث شریف سے عام فہم اردو زبان میں کوئی مفصل تحریر شایع نہیں ہوئی- حالانکہ اس مسئلہ کو پوری طور پر سمجھنے کے واسطے مفصل معلومات کی عام مسلمانوں کو بہت ضرورت ہے بیشک ڈاکٹر انصاری صاحب کی وہ تقریر ایسی ہی ہی جو اونہوں نے آل انڈیا مسلم لیگ کے استقبالی مجلس کے صدر کی حیثیت سے ۳۰ دسمبر ۱۹۱۸ء کو دہلی میں فرمائی تھی- لیکن افسوس ہی کہ وہ مفید دستاویز سرکار کی طرف سے ضبط کر لی گئی اور اسکی اشاعت روک دی گئی- ۱۹ جنوری ۱۹۲۰ء کو ہندوستان کے ویسرائے کے پاس مولانا شوکت علی کی سرگردہی میں، ہندی نمایندوں کا ایک وفد، اسی غرض سے گیا تھا- کہ یورپ اور امریکہ کو خلافت کے مسئلہ کے سمجھانے کی غرض سے ہندوستانی وفد بھیجنے کے واسطے راہ داری کا پروانہ حاصل کرے- اس وفد میں جو ویسرائے کے پاس گیا تھا میں بھی تھا- اوس زمانہ میں مجھے خیال پیدا ہوا کہ خلافت اور مقامات

مقدسہ کی مذہبی حقیقت سے نہ صرف عام لوگ بلکہ مسلمان بھی پوری طورسی واقف
نہیں ہیں، پچھلے ڈیڑھ سو برس کی نکمی اور خشک تعلیم نے ہندوستان کے مسلمانوں کو
اونکے مذہبی مسائل سے بالکل بے بہرہ کردیا ہے۔ ان مسلمانوں کو اپنے مذہبی مسائل
کے سمجھنے کی نہ فرصت ہے اور نہ قابلیت اور بے چارے عام مسلمان تو افلاس اور
روٹی کی فکر اور چکر میں ایسے پھنسے ہوئے ہیں کہ اون کو خلافت اور مقامات مقدسہ
کے متعلق کچھ بھی معلوم نہیں ہے۔ یہ خیال لیکر میں دہلی سے واپس آیا اور گھر میں یہی
تذکرے ہوتے رہے۔ میری بڑی بیٹی نورچشمی راحیل بیگم نے مجھ سے فرمائش کی کہ
خلافت اور مقامات مقدسہ کے مسائل پر میں کوئی مضمون طیار کروں اور ایسے مضمون
کے پڑھنے کے واسطے اونہوں نے ایک خانگی جلسہ میری کوٹھی پر منعقد کیا جس میں
خاص خاص خاتونیں مدعو کی گئیں جو پردے کی آڑ میں تھیں اور پردہ کے باہر چند
دوست تھے۔ اس مضمون میں خلافت اور مقامات مقدسہ کے مسئلہ کے مختلف پہلووں پر
بحث کی گئی تھی۔ یہ مضمون ڈاکٹر مختار احمد انصاری صاحب کی نظر سے بھی گزرا موصوف
نے اس کو بہت پسند کیا اور مجھے لکھا کہ میں ان کو چھپوا کر شائع کردوں۔ مگر افسوس
اب تک وہ مضمون غیر مطبوعہ پڑا ہوا ہے۔ میں نے خیال کیا کہ اس مسئلہ کے متعدد حصہ
کرکے ہر حصہ کو زیادہ مشرح بنانا زیادہ مفید ہوگا۔ اور ان مسائل کی کثرت اشاعت کا بہترین
اور مفید طریقہ وہی زیادہ آسان ہوگا جس کا قدیم سے اسلام میں رواج ہے یعنی جمعہ
کے خطبوں میں ایسے مسائل بیان کردینا۔ یہ سوچ کر میں نے خلافت کے متعلق ایک
خطبہ طیار کیا اور اپنے وطن دتاولی کی جامع مسجد میں جمعہ کے روز ۲۸ ذالحجہ ۱۳۳۹ ہجری
کو پڑھا۔ جو مناسب تبدیلیوں کے ساتھ آپ کے ہاتھوں میں موجود ہے اور جس میں

قرآن مجید سے تلاش کرکے خلافت مقدسہ کا مذہبی ثبوت جمع کیا گیا ہی اب اس خطبہ کو آپ غور سے پڑھ جائیں اور خدا تعالیٰ سے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ خلافت کو اپنے حفظ دامن میں رکھے اور دنیا و دین میں مسلمانوں کی عزت اور عظمت کو قایم اور دایم رکھے۔ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ

اللہ تعالیٰ اپنے حبیب پاک کے طفیل سے میری اس ناچیز محنت کو قبول کرے اور مجھے توفیق دے کہ مقامات مقدسہ کے متعلق دوسرا خطبہ بھی جلد مکمل کرکے شایع کرسکوں، واللہ ولی التوفیق وعلیہ التکلان۔

بضاعت نیاوردم الا امید
خدایا ز عفوم مکن نا امید

۱۶ صفر المظفر سنہ ۱۳۴۰ ہجری

حاجی محمد موسیٰ خاں
کوٹھی مشرف منزل۔ علیگڑھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی خلق الانسان وعلّمه البیان والصّلوٰة والسّلام علیٰ رسوله محمّد سیّد الانس والجان وعلیٰ اٰله واصحٰبه الّذین اشتروا للہ انفسہم واموالہم بان لہم دار الرضوان وعلیٰ جمیع الانبیاء والخلفاء الذین ہم ائمۃ کل سالک الطریق الی الجنان وعلیٰ سائر صالحی عباد الرّحمٰن فی کل اٰان ومکان ۔

خلافت کی ابتدا

ملاءِ اعلیٰ کی خلافت

اما بعد ۔ فقد قال اللہ تعالیٰ عزاسمہ وعم نوالہٗ ۔ واذ قال ربک للملٰئکۃ انّی جاعل فی الارض خلیفہ ۔ قالوا اتجعل فیہا من یفسد فیہا ویسفک الدّماء ج ونحن نسبح بحمدک ونقدس لک ۔ قال انّی اعلم مالا تعلمون ○ وعلم اٰدم الاسماء کلہا ثم عرضہم علی الملٰئکۃ فقال انبئونی باسماء ھٰؤلاء ان کنتم صٰدقین ○ قالوا سبحانک لاعلم لنا

الاماعلمتنا ط انك انت العليم الحکیم ○ قال یاٰدم انبئھم باسمائھم ج فلما انباھم باسمائھم ج قال الم اقل لکم انی اعلم غیب السمٰوٰت والارض واعلم ماتبدون وماکنتم تکتمون ○ یہ آیت شریف جو تلاوت کی گئی ہی سورہ بقرہ میں پہلے سپارہ میں موجود ہی اس کا ترجمہ یہ ہی- اور جب تیرے رب نے (اے محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) فرشتوں سے فرمایا کہ مجھکو زمین میں ایک خلیفہ بنانا ہی اونہوں نے (فرشتوں نے) کہا کیا تو اوسی (زمین) میں اوس کو خلیفہ کریگا جو وہاں فساد کرے اور وہاں خون بہائے، اور ہم تیری تسبیح پڑھتے ہیں اور تیری پاک ذات کو یاد کرتے ہیں- فرمایا (اللہ تعالیٰ نے) مجھکو معلوم ہے جو تم نہیں جانتے، اور آدم کو سب (چیزوں کے) نام سکھا دیے، پھر فرشتوں پر (وہ چیزیں) ظاہر کیں- پھر فرمایا بتاؤ مجھکو اُن کے نام اگر تم سچے ہو (فرشتے) کہنے لگے- پاک ہی تو ہم کو تو اوتنا ہی معلوم ہی جتنا تو نے بتایا تو ہی اصل جاننے والا اور حکمت والا ہی- فرمایا (اللہ تعالیٰ نے) اے آدم ان کو اون کے نام بتا دے، پھر جب اوس نے اون کے نام بتا دیے (تو) فرمایا کیا میں نے تمکو نہ کہا تھا کہ مجھکو آسمانوں اور زمین کے غیب معلوم ہیں اور میں زیادہ جانتا ہوں جو تم ظاہر کرتے ہو اور جو تم چھپا کے کرتے ہو- ترجمہ ختم ہوا- اس آیت شریف میں خدائے تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے دنیا یعنی اس زمین پر خلافت مقرر کرنے کے لئے اپنے ارادہ کا اوس وقت کا حال بتایا ہی جبکہ آدمی کی نسل کے سب سے پہلے بزرگ باوا آدم علیہ السلام کا وجود ظہور میں نہیں آیا تھا اس پر غور کرنے سے معلوم ہو جاتا ہی کہ جبکہ اس زمین پر آدمی کا نشان تک بھی نہیں تھا اوسوقت خدا تعالیٰ کی مشیت میں- زمین پر خلافت کا سلسلہ قایم کرنا، آچکا تھا اور وہ

خالق اکبر اس سلسلہ کو دنیا میں پھیلانے کا ارادہ کر چکا تھا جس ارادہ کو اوس وقت
کی ملاء اعلیٰ پر موجودہ مخلوق فرشتوں کو مخاطب کر کے اللہ تعالیٰ نے فرما دیا انی جاعل
فی الارض خلیفہ ہم زمین میں خلیفہ (مقرر) کرینگے۔ یہ ہی خلافت کی ابتدا ہی جسکی
بنیاد خود خداوند تعالیٰ نے اوس وقت ڈالی ہی جبکہ آدمی کی نسل کی آبادی اس زمین
پر قایم ہونے میں بہت دیر تھی۔ اس آیت شریف کو خلافت کے سلسلہ کے متعلق قدیم
زمانہ کے محقق علماء نے بھی سمجھا ہی۔ چنانچہ امام ابوالقاسم زمخشری رحمۃ اللہ علیہ اپنی
مشہور تفسیر کشاف میں اس آیت کی تفسیر لکھتے ہوے کہتے ہیں لان ادم کان خلیفۃ
اللہ فی ارضہ وکذلک کل نبی۔ یعنی آدم علیہ السلام زمین پر خدا کے خلیفہ تھے اور
اسی طرح تمام انبیاء علیہم السلام (خلیفہ ہوئے ہیں)

پہلے خلیفہ کو فرشتوں کا سجدہ کرنا
اور شیطان کا سجدہ سے انکار کرنا

جبکہ حضرت آدم علیہ السلام کا خاکی پتلا من صلصال من حما مسنون کھنکھناتے
گارے کی مٹی سے بنکر طیار ہو گیا۔ اوس وقت اوس خالق اکبر نے۔ خلافت کی عظمت اور
وقار اور ادب کے اظہار کی غرض سے اوس وقت کی اوسی موجودہ مخلوق کو۔ جو اللہ تعالےٰ
کی تسبیح اور تہلیل میں مصروف تھی یعنی فرشتوں کو جو حکم دیا اوس کو قرآن مجید میں رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے اس طرح بیان فرمایا ہی واذ قال ربک للملٰئکۃ
انی خالق بشر من صلصال من حما مسنون فاذا سویتہ ونفخت فیہ من
روحی فقعوا لہ ساجدین اور جس وقت (اے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم)
تیرے رب نے فرشتوں سے کہا کہ ہم بشر (آدم علیہ السلام) کو کھنکھناتے گارے کی مٹی

سے پیدا کرنے والے ہیں، پھر جبکہ ہم اون کو بنالیں اور اوسی میں اپنی روح پھونک دیں تو (اے فرشتو) تم اوس کو سجدہ کرتے ہوئے گر پڑیو۔ اس آیت میں، خدا کے پہلے خلیفہ آدم کے خاکی پتلہ کے سامنے فرشتوں کو سجدہ کرنے کا جو حکم اللہ تعالیٰ کی درگاہ سے جاری ہوا تھا۔ اوس کا صاف صاف پتہ معلوم ہو جاتا ہے۔ خدا تعالیٰ کی سرکار سے آدم کے پتلے کی یہ کیسی بڑی توقیر اور عزت کا اظہار کیا گیا کہ اپنی ایسی مخلوق کو جس کا کام سوائے اپنے مالک اور خالق کی حمد تقدیس اور عبادت کے کچھ نہ تھا اور جو مخلوق اپنی پیدائش کی ابتدا سے صرف اسی ایک کام میں مصروف تھی اور اس کے سوائے اوس سراپا نیک مخلوق کو کچھ بھی معلوم نہیں تھا۔ ایسی۔ مخلوق۔ فرشتوں۔ کو۔ حضرت آدم کے خاکی پتلہ کی انتہائی تعظیم سجدہ کرنے کا حکم۔ اللہ تعالیٰ نے صادر فرمایا۔ سوچنے کی بات ہے کہ اس کا کیا سبب تھا۔ آخر اوس خاکی پتلے میں جس کی بنا گھناونی گارے کی مٹی سے ڈالی گئی تھی۔ کیا ایسی خاص بات تھی جس کی وجہ سے فرشتوں کو سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا۔ اگر کہا جائے کہ حضرت آدم کی نبوت کی وجہ سے یہ عظمت کی گئی۔ تو یہ درست نہیں معلوم ہوتا۔ کیونکہ جس وقت کا یہ حال قرآن مجید میں بیان کیا گیا ہے اوس وقت تک نبوت تو درکنار آدم دنیا میں پیدا بھی نہیں ہوئے تھے، اگر کہا جائے کہ آدم کا نبی ہونا اوس علام الغیوب کے علم میں تھا اس وجہ سے فرشتوں کو سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا لیکن ذرا سے تامل سے اس خیال کی غلطی بھی ذہن میں آ جاتی ہے اور محض نبی ہونا کوئی ایسی خصوصیت معلوم نہیں ہوتی جو فرشتوں کے سجدہ کا سبب ہو۔ کیونکہ اور بہت سے جلیل القدر انبیاء علیہم السلام گزرے ہیں جن کا علم اوس علام الغیوب کو اوسوقت بھی تھا جس وقت آدم کے پتلے کو فرشتوں کے سجدہ کرنے کا یہ واقعہ ہو رہا تھا اگر فرشتوں کا

آدم کو سجدہ صرف نبوت کے سبب سے ہوتا تو دوسرے جلیل القدر انبیا علیہم السلام کے
وجود کو بھی حضرت آدم کے سجدہ کے وقت شریک کرکے فرشتوں کو اظہار فرما دیا جاتا۔ مگر
قرآن مجید کی ان آیتوں پر غور کرنے سے معلوم ہوجاتا ہی کہ سجدہ ملائکہ کا باعث آدم علیہ
السلام کی نبوت نہیں تھی بلکہ اس عظمت اور بزرگی کا سبب کہ جس کی بنا پر فرشتوں کو آدم
کو سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا۔ وہی خلافت کا منصب تھا جس سے خدا یتعالیٰ نے آدم کو سرفراز
فرمایا تھا۔ اور اس وجہ کو خود اللہ تعالیٰ نے سجدہ کا حکم دینے سے پہلے۔ فرشتوں سے صاف
کھولکر ارشاد فرمایا تھا کہ انی جاعل فی الارض خلیفہ تحقیق میں زمین میں خلیفہ کرنیوالا
ہوں۔ آدم کی خلافت کا منصب ایسا منصب تھا جس کا براہ راست خدا یتعالیٰ کی ذات
سے تعلق تھا یعنی آدم زمین پر سب سے پہلے خدا یتعالیٰ کے خلیفہ ہونے والے تھے اور یہ
ہی خلافت کا منصب آدم کو فرشتوں کے سجدہ کا حقیقی سبب ہی۔ فرشتوں کو آدم کو سجدہ کرنے
کے حکم کے آگے قرآن مجید میں۔ فرشتوں کے اس حکم کی تعمیل کرنے اور ابلیس کے انکار کرنیکا
حال ان آیتوں میں بیان ہوا ہی فسجد الملئکة کلھم اجمعون الا ابلیس ابی ان
یکون مع الساجدین قال یا بلیس مالك الا تكون مع الساجدين قال
لم اکن لا سجد لبشر خلقته من صلصال من حما مسنون قال فاخرج منها
فانك رجیم وان علیك اللعنة الی یوم الدین۔ پھر سب فرشتوں نے اکھٹے
ہوکر سجدہ کیا مگر ابلیس نے سجدہ کرنے والوں کے ساتھ ہونے سے (یعنی سجدہ کرنے سے)
انکار کیا (اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا) اے ابلیس تجھکو کیا ہوا کہ سجدہ کرنے والوں کے
ساتھ نہیں ہوا (ابلیس نے) کہا میں ایسا نہیں ہوں کہ آدم کو سجدہ کروں کہ اوسکو گندہ دنے
بنے ہوے گارے سے پیدا کیا دگیا) ہی (اللہ تعالیٰ نے) فرمایا تو (اے ابلیس) تو نکل جا

یہاں سے اس لئے کہ تو راندہ گیا ہی اور تجھ پر قیامت تک لعنت ہی۔

گیا شیطان راندہ ایک سجدہ کے نہ کرنے سے
اگر لاکھوں برس سجدہ میں سر مارا تو کیا مارا

نعوذ باللہ من الشیطان الرجیم۔ اس تمام واقعہ سے ظاہر ہوتا ہی کہ خدا تعالیٰ کو خلافت کے منصب کی کس درجہ عظمت منظور ہی کہ خدا تعالیٰ کے سب سے پہلے خلافت کے تاجدار حضرت آدم کو صرف ایک سجدہ نہ کرنے کے جرم کی سزا میں ابلیس کی تمام عمر کی عبادت تباہ کر دی گئی اور اس قصور کے سرزد ہونے پر۔ ابلیس سب سے پہلی خدا کی مخلوق ہی جسکے واسطے اللہ تعالیٰ نے کافر کا لفظ استعمال فرمایا ہی جیسا کہ سورۂ بقر میں ارشاد ہوا ہی۔ واذ قلنا للملٰئکۃ اسجدوا لاٰدم فسجدوا الا ابلیس ابیٰ واستکبر وکان من الکافرین۔ اور جس وقت ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدم کو سجدہ کرو پس (فرشتوں نے) سجدہ کیا مگر ابلیس نے انکار کیا اور تکبر کیا اور وہ کافروں میں سے تھا۔

مسلمانو یہ قصہ غور اور عبرت کے لائق ہے   وہی اس پر نگہہ رکھیگا جو مولا کا شائق ہے
خلیفہ کے کیا سجدہ سے جب انکار شیطان نے   تو اوس کو کر دیا مردود کا فر ذات رحمٰن نے

ذرا اس پر تامل سے گہری نظر ڈالو۔ کہ اللہ تعالیٰ کے خلیفہ۔ آدم۔ کو سجدہ کرنے کے خدائی حکم پر ابلیس شیطان نے تعمیل سے انکار کیا۔ اور صرف اس حکم عدولی پر ابلیس مردود اور ملعون ہوگیا۔ اس کے سببوں پر غور کرو۔ دیکھو، ابلیس نے اپنے بندہ ہونے اور اپنے خالق کے مقابلہ میں مخلوق ہونے کو نظر انداز کر دیا۔ ابلیس بھول گیا کہ ہر ایک نیک توفیق کی تحریک اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہی۔ آدم کی پیدائش سے پہلے جو ابلیس نے عبادت کی تھی اوس میں خدائی توفیق شامل تھی اور اسی وجہ سے ابلیس کو اوس پر غرور اور تکبر کرنیکا

کوئی حق نہیں تھا۔ ابلیس نے دوسری ہمسر مخلوق۔ آدم علیہ السلام کی تحقیر کی اور اپنے کو اون سے بڑھ کر سمجھا اور ریاضت کے گھمنڈ میں کہ گزرا انا خیر منہ میں اس سے اچھا ہوں۔ ابلیس نے اس پر غور نہیں کیا کہ خدا کی مخلوق ہونے کے لحاظ سے وہ اور آدم ایک سے ہیں۔ اگر ابلیس کو اپنی عبادت کی وجہ سے اپنی بڑہائی کا حق ہی تو آدم کو بھی خلافت کے سبب سے بڑہائی کا حق حاصل ہی اور دونوں کی یہ فضیلت صرف اللہ تعالیٰ کی توفیق اور عنایت کے سبب سے ہی۔ ابلیس کے ذہن سے اوتر گیا کہ عبادت ایک تحفہ مخلوق کی طرف سے ہی جس کا منظور کرنا یا منظور نہ کرنا خالق کے اختیار میں ہی۔ اور خلافت کا منصب۔ جو آدم کو عطا ہوا ہی۔ وہ خالق کی طرف سے ایک خلعت یا انعام یا تحفہ ہی جس میں مخلوق کو شکریہ کے ساتھ بے چون و چرا قبول کرنے کے سوائے کوئی چارہ نہیں ہی۔ ابلیس کو یہ خیال جاتا رہا کہ مخلوق کی آپس کی چھٹائی بڑہائی مخلوق کا اختیاری امر نہیں ہی اور اسی وجہ سے مخلوق اپنی بڑہائی پر گھمنڈ اور غرور کرنے کا کوئی حق نہیں رکھتی۔ یہ جتنے سبب اوپر بیان کیے گئے یہ سب شیطان کی بھول بھلیاں ہیں۔ ابلیس کے ان بھول بھلیوں میں پھنس جانے کا جو کچھ نیتجہ نکلا وہ ظاہر ہی یعنی ابلیس مردود اور ملعون ہو گیا۔

اس قصہ میں آدم کی اولاد کے واسطے گہرے سبق ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہی کہ دنیا کی حکومت، دولت، قوت اور سلطنت تو کیا چیز ہی مخلوق کو اپنی ریاضت اور عبادت تک پر گھمنڈ اور غرور کرنے کا حق نہیں ہی۔ اس لیے کہ آدم کی اولاد کے ایک خاص طبقہ کو یہ سب نعمتیں خدا تعالیٰ کی دی ہوئی ہیں۔ جو اون آدمیوں کا بھی خدا ہی۔ جن کو یہ نعمتیں حاصل نہیں ہیں۔ اور یہ عارضی فضیلتیں غرور اور تکبر کے واسطے کوئی مضبوط وجہ قرار نہیں دیجا سکتیں۔ سچ یہ ہی کہ مخلوق ہونے کی نظر سے ہر قسم اور ہر درجہ کے آدمی ایک سے

ہیں۔ جبکہ سب آدم کی اولاد خدا کی مخلوق ہونے کے سبب سے ایک درجہ میں ہی۔ پھر آدمی کی آپس کی چھٹائی بڑہائی، محکومی حکومت ناداری، دولتمندی، کمزوری، قوت اور آقائی غلامی کے خیالی ڈھکوسلہ اور ہوائی امتیاز کیسے۔ اسپر غور کرنے سے صاف سمجھ میں آجاتا ہی کہ آج کل زیر بحث مساوات کا مسئلہ جس کے واسطے مخلوق کا بڑا حصّہ کوشش کر رہا ہی اور اقتدار اور جاہ طلب حصّہ کی طرف سے اون کی مخالفت کی جارہی ہی اصلی فطرتی اُصول ہی اور کسی آدمی کو اپنے مقابلہ میں کسی عارضی وجہ سے بھی کسی دوسرے آدمی کی حقارت کرنے کا حق حاصل نہیں کوئی شخص کوئی گروہ، کسی ملک کی رہنے والی قوم کسی دوسرے شخص، کسی دوسرے گروہ، اور کسی دوسرے ملک کی رہنی والی قوم کو۔ غلام بنانے اور کسی شخص کسی گروہ اور کسی ملک والے آدمیوں سے اون کی جائز شرعی مرضی کو پیٹھ کے پیچھے ڈال کر اون سے اپنی ناجائز مرضی، ناجائز عیش و عشرت اور ہوا و ہوس اور خدائی قانون اور شرع کے خلاف ذاتی یا قومی نفسانی خواہشوں کے پورا کرانے کے واسطے، اُن پر ظلم اور سختی کے ساتھ کام لینے کا حق نہیں رکھتا۔ ایسا کرنا خدا کے حکم اور انسانی فطرت کے خلاف ہی کہ خودی، غرور اور تکبر کے نشہ میں اپنے کو دوسرے انسان سے بڑھا ہوا سمجھے۔ اور غور کرنے سے ابلیس اور آدم کے قصّہ میں ان باتوں کا صاف پتہ لگ جاتا ہی۔ مگر دیکھنے والے کی نظر چاہیے۔ لیکن ہمارے دولتمندوں، ظاہری زور اور قوت والوں کو اتنی فرصت کہاں۔ یہ لوگ اپنی دنیوی عیش و عشرت میں سب کچھ بھولے ہوئے ہیں۔ خدا آدم کی اولاد کی غور کرنے والی آنکھیں کھول دے تاکہ انکو آپا نظر آجائے۔

مے عشرت کے متوالو نہ اتنا ناز فرماؤ تمھاری زندگی بادِ صبا کا ایک جھونکا ہے

غرض جبکہ ابلیس خلافت کی توہین کی سزا میں اللہ تعالیٰ کی درگاہ سے مردود ہو گیا

اوراوس کے واسطے ملاءاعلیٰ سے نکل جانے کا حکم صادر ہوچکا۔ تو ابلیس اور شیطانی حرکتیں، غصہ اور دشمنی۔ نکال بیٹھنا اور اپنی سزا پر جلکر۔ ابلیس نے جو کچھ کہا وہ قرآن مجید میں ان لفظوں میں نقل کیا گیا ہی قال رب بما اغویتنی لازینن لهم فی الارض ولاغوینهم اجمعین الا عبادك منهم المخلصین ترجمہ (ابلیس نے کہا) "اے رب جیسا تو نے مجھکو رستہ سے کھویا ہی۔ میں بھی ان (آدمیوں) کو زمین میں بہاریں دکھاؤنگا اور سب کو بہکاؤنگا۔ مگر جو لوگ تیرے خاص بندے ہیں" اس طرح شیطان نے جو آدم اور اوس کی اولاد سے عداوت اور دشمنی کا اظہار کیا اس پر خدا کی طرف سے شیطان سے کہا گیا ان عبادی لیس لك علیهم سلطن الا من اتبعك من الغاوین۔ حقیقت یہ ہی کہ جو میرے خاص بندے ہیں اون پر تجھکو کوئی غلبہ نہیں ہوسکتا مگر جو تیری تابعداری کریگا وہ مشرکوں میں سے ہوگا۔ آگے شیطان کی پیروی کرنے والوں کے واسطے جو سزا اللہ تعالیٰ نے تجویز فرمائی ہی وہ ان الفاظ میں ارشاد ہوئی ہی وان جهنم لموعدهم اجمعین اوران سب کے واسطے (اے شیطان جو تیری پیروی کریگا) البتہ جہنم کا وعدہ ہی۔ اس طرف تو ابلیس سے یہ کہا گیا دوسری طرف اللہ تعالےٰ نے شیطان کی دشمنی اور اوس کے ارادہ سے حضرت آدم کو آگاہ کردیا اور فرمادیا فقلنا یاٰدم ان هٰذا عدو لك ولزوجك پھر ہم نے کہا اے آدم درحقیقت یہ (ابلیس) تیرا اور تیری بی بی کا دشمن ہی۔

اس قصہ سے یہ بھی نتیجہ نکلتا ہی (۱) خدائے تعالےٰ کے صریح حکم سے انکار (۲) تکبر اور غرور (۳) اپنے کو ہمسر مخلوق سے بڑا سمجھنا اور اوس کی حقارت کرنا (۴) غصہ (۵) دشمنی اور عداوت، یہ پانچ خصلتیں سب سے پہلے ابلیس سے سرزد ہوئی ہیں اور وہی

ان بری عادتوں کا ایجاد کرنے والا ہی اور یہ بھی معلوم ہوتا ہی کہ خدائی تعزیرات میں جہنم کی سزا بھی اوسی وقت سے داخل ہوئی ہی جس وقت خلافت کی عظمت کرنے سے ابلیس نے انکار کیا۔ غور کرو۔ خلافت سے دنیا کے انتظام پر کس قدر وسیع اثر پڑا ہی۔ خدائے تعالیٰ شیطان اور اوس کی ایجاد کی ہوئی حرکتوں سے سب کو محفوظ رکھے۔ آمین

حضرت آدمؑ خلیفۃ اللہ کا جنت میں قیام۔ ابلیس کا اون کو بہکانا آدمؑ کی خدایتعالیٰ کی بارگاہ میں دُعا۔ اون کی غلطی کی معافی

غرض خدایتعالیٰ نے اپنے پہلے خلیفہ آدم علیہ السلام کو خلافت کے تاج سے سرفراز فرما کر اور فرشتوں کے سجدہ کے ذریعہ سے خلافت کی عظمت کا اظہار فرماکر۔ اور خلیفہ کے سجدہ سے انکار کرنے کے جرم کی سزا میں ابلیس کو مردود اور ملعون کرکے اور اپنے خلیفہ آدم اور اونکی بی بی حوا کو شیطان کی دشمنی سے آگاہ کرکے اپنے خلیفہ کو جنت میں رہنے کا حکم دیا جو قرآن مجید میں اس طرح مذکور ہی وقلنا یآدم اسکن انت و زوجك الجنة وکلا منہا رغدا حیث شئتما ولا تقربا ھٰذہ الشجرۃ فتکونا من الظٰلمین اور ہم نے کہا' اے آدم تو اور تیری بی بی جنت میں رہو اور جہاں سے چاہو کھاؤ اور تم دونوں اس درخت کے پاس مت جانا ورنہ ظالموں میں سے ہوجاؤگے۔ شیطان تو حضرت آدم سے جلا ہوا تھا ہی' اور موقع کی تاک میں تھا کہ کوئی ایسی صورت نکل آوے کہ وہ حضرت آدم کو بہکا سکے اب اوس نے دیکھا کہ آدم اور حوا کو جنت میں رہنے کے ساتھ ہی ایک خاص درخت کے پاس جانے کی ممانعت کی گئی ہی۔ یہاں اوس کو آدم سے اپنی عداوت اور دشمنی نکالنے کی تدبیر سوجھی اور آدم اور حوا کے پاس جاکر دوستی کے پردہ میں دشمنی نکالنے لگا۔ اس حال کو قرآن

مجید کی ان آیتوں میں بیان کیا گیا ہی فوسوس لہما الشیطن لیبدی لہما ماوری عنہما من سواتہما وقال ما نہکما ربکما عن ھذہ الشجرۃ الا ان تکونا ملکین او تکونا من الخالدین وقاسمہما انی لکما لمن الناصحین فدلہما بغرور فلما ذاقا الشجرۃ بدت لہما سواتہما وطفقا یخصفان علیہما من ورق الجنہ ونادا ھما ربہما الم انھکما عن تلکما الشجرۃ واقل لکما ان الشیطن لکما عدو مبین ہ قالا ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفر لنا وترحمنا لنکونن من الخاسرین - پھر شیطان نے اون دونوں کو بہکایا تاکہ اونکے چھپے ہوئے عیب کھولے اور کہا کہ تمہارے رب نے جو اس درخت کے پاس جانے سے منع کیا ہی (وہ اس لئے منع کیا ہے) کہ شاید تم دونوں فرشتہ ہو جاؤ - یا ہمیشہ ہمیشہ زندہ رہنے والے ہو جاؤ - اور اون کے پاس قسم کھائی کہ میں تم دونوں کو نصیحت کرتا ہوں - پھر گرٹرایا اون کو فریب سے - پھر جب اون دونوں نے درخت چکھا تو اون پر اون کے عیب کھل گئے اور اپنے اوپر بہشت کے پتے جوڑنے لگے، اور اون دونوں کو اون کے رب نے پکارا (اور کہا) کیا میں نے تمکو اِس درخت سے منع نہیں کیا تھا اور میں نے نہیں کہا تھا کہ شیطان تمہارا کھلا ہوا دشمن ہی - ان دونوں نے کہا اے ہمارے رب ہمنے اپنے نفسوں پر ظلم کیا اگر تو ہم کو نہ بخشے گا اور ہم پر رحم نہ کریگا تو ہم نامراد ہو جائینگے، حضرت آدم اور حوّا کی اس عذر خواہی پر خدائے تعالیٰ نے اون کی غلطی معاف فرما دی - اس کے متعلق سورہ طٰہٰ میں یہ آیت ہی ثم اجتبٰہ ربہ فتاب علیہ وھدٰی پھر نوازش کی اوس کے رب نے پھر متوجہ ہوا اونکی طرف اور راہ پر لے آیا - یہاں تک قرآن مجید میں خدائے تعالیٰ کی خلافت اور اوس کی عظمت اور شان کا حال ملا ر اعلیٰ یعنی زمین سے

اوپر کی مخلوق کے سامنے کا بیان ہوا ہی - ان حالات سکے پڑھنے سے اور اون پر غور کرنے سے ثابت ہوجاتا ہی - کہ (۱) خلافت کا مسئلہ خود اللہ تعالیٰ کا نکالا ہوا ہی اور خلافت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہی (۲) خلیفہ کی تعظیم کا حکم اللہ تعالیٰ نے فرشتوں تک کو دیا ہی (۳) صرف خدا کے سب سے پہلے خلیفہ حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے سے انکار کرنے کے جرم کی سزا میں ابلیس کی پچھلی عبادت تباہ ہوگئی اور اوس پر خدا تعالیٰ کی لعنت برسی اور اوس کو نکل جانے کا حکم دیا گیا -

ان نتیجوں پر غور کرنے سے خلافت کی اہمیت سمجھ میں آجاتی ہی -

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ؕ

الحمد للہ الذی خلق الانسان وعلمہ البیان الشمس والقمر بحسبان والنجم والشجر یسجدان والسماء رفعھا ووضع المیزان -

پہلے خلیفہ آدم علیہ السلام کا زمین پر بھیجا جانا اور زمین پر خلافت کا آغاز - اور پہلے انبیاء علیہم السلام کی مختص القوم خلافت

اب خدا تعالیٰ کو اپنی خلافت کا زمینی مخلوق کے سامنے اظہار منظور ہوا - جس کے واسطے آدم کو شیطان کے بہکانے کے واقعہ سے ایک ذریعہ پیدا ہو گیا - اور اللہ تعالےٰ نے آدم کی غلطی کو معاف کر کے آدم حوا اور ابلیس کو زمین پر چلے جانیکا حکم دیدیا - قرآن پاک میں یہ حال اس آیت میں بیان ہوا ہے - وقلنا اھبطوا بعضکم لبعض عدو ولکم فی الارض مستقر ومتاع الیٰ حین - اور ہم نے کہا کہ تم یہاں سے اترو - تم ایک دوسرے کے دشمن ہو اور تم کو ایک خاص وقت تک زمین پر ٹھہرنا ہے اور کام کرنا ہے پھر

آدم اور اون کی اولاد کو ہدایت کی گئی فاما یاتینکم منی ھدیٰ فمن تبع ھدای
فلاخوف علیھم ولاھم یحزنون والذین کفروا وکذبوا باٰیتنا اولٰئک
اصحٰب النار ھم فیھا خالدون پھر جب تمہارے پاس میری طرف سے ہدایت
آئے پھر جو کوئی میری ہدایت پر چلیگا تو اوس کو کوئی خوف اور غم نہیں ہی اور جو
(میری ہدایت سے) انکاری ہوا اور میری نشانیوں کو جھٹلایا وہ دوزخ کے لوگ
ہیں اور ہمیشہ اوسی میں رہینگے- اس آیت کو دیکھو- کہ اس میں اللہ تعالیٰ نے آدم اور
اونکی اولاد کو اون کے زمین پر بسنے کے بعد- جو خدا تعالیٰ کی ہدایتیں خدا کے خلیفہ
انبیاء علیہم السلام کے ذریعہ سے آنے والی تہیں- اون سے آدمی کی نسل کے زمین پر
آباد ہونے سے پہلے آگاہ کر دیا- تاکہ آدمی کو خلافت کی اطاعت کرنے میں کوئی حجّت
باقی نہ رہے- یہ صاف صاف زمینی خلافت اور خلیفوں کے دنیا میں آنے کی بشارت
قرآن پاک میں موجود ہی- پھر اللہ تعالےٰ نے آدم اور اوس کی اولاد کو- اس سے بھی
متنبہ کر دیا کہ آدمی کو صرف ایک خاص وقت تک دنیا میں رہنا ہی اور اپنے ذمہ کے
کام کرنا ہی- تاکہ آدمی یہ نہ خیال کرنے لگے کہ دنیا میں اون کا رہنا لازوال ہی- یہ بھی آدمی
کو بتا دیا کہ دنیا سے مر کر جانے کے بعد اوس کو خدائی حکم کی تعمیل کی عوض دائمی آرام
اور راحت ملیگی جس کا سلسلہ کبھی ختم نہیں ہوگا- اور اگر آدمی خدا کے حکم کی تعمیل میں عذر
کریگا یا حیلہ بہانہ کریگا اور خدا کے حکم کے آگے دنیا کی مصلحتوں کو مقدم رکھ کر خدا کے حکم
کی تعمیل میں پہلوتہی کریگا اور اس طرح دنیا کی مصلحتوں کو شرک فی امر اللہ کا درجہ دیگا- تو
ایسے مشرک آدمی کے مرنے کے بعد اون کو ہمیشہ ہمیشہ کے واسطے دکھ اور رنج میں مبتلا
کر دیا جائیگا- دنیا کی زندگی کی بے ثباتی اور آخرۃ کی زندگی کی ہمیشگی اور لازوالی پر-

قرآن مجید میں جا بجا آدمیوں کو متنبہ کیا گیا ہی۔ سورۂ اعلیٰ میں اسکی نسبت کہا گیا ہی۔ بل تؤثرون الحیٰوۃ الدنیا والاٰخرۃ خیر وابقا۔ بلکہ تم دنیا کی زندگی کو مقدم کرتے ہو۔ حالانکہ آخرۃ (کی زندگی) زیادہ اچھی اور ہمیشہ رہنے والی ہی۔

غرض خداوند تعالیٰ نے ہماری اس زمین پر اپنی مخلوق کو پیدا کرکے اوس میں اپنی بہترین مخلوق، آدمی کو، مخلوق کے انتظام کے واسطے ظاہر کیا اور آدمی کی نسل کی ہدایت کے واسطے اپنی خلافت کا سلسلہ اس طرح قائم کر دیا جیسا اوپر تفصیل کے ساتھ بیان ہوا ہی تاکہ زمین پر خدائی قانون کے مطابق امن امان اور انتظام قائم رہے، جیسے جیسے آدمی کی نسل زمین پر پھیلتی گئی اوسی طرح خدا کی خلافت بھی ہر جگہہ اور ہر وقت میں پہونچتی رہی اور انبیاء علیہم السلام اس فرض کو پورا کرتے رہے۔ اللہ تعالیٰ نے کوئی ملک کوئی قوم اور کوئی زمانہ ایسا نہیں چھوڑا جہاں خلافت کا فرض پورا کرنے کے واسطے اپنے رسولوں کو نہ بھیجا ہو۔ اس حقیقت کو اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرکے قرآن مجید میں اس طرح بیان فرمایا ہی انا اوحینا الیك کما اوحینا الیٰ نوح والنبیین من بعدہٖ واوحینا الیٰ ابراھیم واسمٰعیل واسحٰق ویعقوب والاسباط وعیسیٰ وایوب ویونس وھٰرون وسلیمٰن واتینا داؤد زبورا، ورسلا قد قصصناھم علیك من قبل ورسلا لم نقصص ھم علیك وکلم اللہ موسیٰ تکلیما، مبشرین منذرین لئلا یکون للناس علی اللہ حجہ۔ ہم نے تیری طرف (ایسے ہی) وحی بھیجی ہی جیسے کہ ہمنے نوح اور اون کے بعد کے نبیوں کی طرف وحی بھیجی تھی۔ اور ہم نے ابراہیم اور اسمٰعیل اور اسحٰق اور یعقوب اور اونکی اولاد کی طرف وحی بھیجی تھی۔ اور عیسیٰ اور ایوب اور یونس اور ہارون اور سلیمان پر (وحی بھیجی تھی) اور داؤد کو ہم نے زبور دی۔ اور

بہت سے رسول (ہم بھیج چکے ہیں) جن کے قصہ ہم تجھ سے بیان کر چکے ہیں اور بہت سے
رسول (ایسے بھی ہیں) جن کے قصہ ہم نے تجھ سے نہیں بیان کیے۔ اور موسیٰ سے اللہ نے
بات چیت کے طریقہ پر کلام (بھی) کیا (یہ سب رسول) خوشخبری دینے والے اور ڈرانے
والے تھے تاکہ اللہ تعالیٰ پر آدمیوں کی کچھ حجت باقی نہ رہے۔ خلفاء اور انبیا (علیہم السلام
کی آمد کی نسبت ایک دوسری جگہہ قرآن پاک میں کہا گیا ہی وان من امۃ الا خلا فیہا
نذیر اور کوئی قوم ایسی نہیں ہی جس میں ڈرانے والا نہیں ہو گزرا۔ سورہ رعد میں ہے
ولکل قوم ھاد ہر قوم کے واسطے ہدایت کرنے والا ہی۔

یہ خلافتیں ابتداءمیں اپنے اپنے وقت میں خاص خاص قوموں سے متعلق ہوتی تھیں اور
جو رسول یا خلیفہ آتے تھے اون کا تعلق کسی خاص ملک اور کسی خاص قوم سے ہوتا تھا اور
جس قوم اور جس ملک سے تعلق ہوتا تھا اوس کی ضرورتوں کے مطابق وہ خلیفہ اور نبی
خدائی احکامات جاری کرتے تھے اور اون کی نگرانی کرتے تھے اسی طرح ہر قوم کا رسول
اپنی اپنی قوم کی رہنمائی کرتا تھا۔ قرآن مجید میں پچھلی خلافتوں اور رسالتوں کے مختص القوم
ہونے کا تذکرہ موجود ہی یہاں تک کہ خاص قومی نسبت کے ساتھ بعض نبیوں کے نام
بھی بیان کیے گئے ہیں۔ جیسا کہ حضرت نوح کی نسبت کہا گیا ہی ولقد ارسلنا نوحا الی
قومہ فلبث فیہم اور البتہ نوح کو ہم نے اوس کی قوم کی طرف بھیجا پھر وہ اوس میں
رہا۔ حضرت موسیٰ کی نسبت کہا گیا ہی واذ قال موسیٰ لقومہ یا قوم لم تؤذوننی و
قد تعلمون انی رسول اللہ الیکم اور جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا کہ اے قوم
تو مجھکو کیوں تکلیف دیتی ہی حالانکہ تو جانتی ہی کہ میں تیری طرف خدا کا بھیجا ہوا ہوں اور
حضرت عیسیٰ کی نسبت بیان ہوا ہی واذ قال عیسیٰ ابن مریم یبنی اسرائیل

انی رسول اللہ الیکم اور جس وقت مریم کے بیٹے عیسیٰ نے بنی اسرائیل سے کہا کہ
میں تمہاری طرف خدا کی جانب سے بھیجا ہوا ہوں۔ یہ چند مثالیں قرآن مجید سے پچھلی
خلافتوں اور رسالتوں کے مختص القوم ہونے کے ثبوت کے واسطے یہاں بیان کردینا
کافی ہیں۔ ان قرآنی آیتوں سے ظاہر ہوتا ہی کہ اس طرح خدا کی حجت پوری کرنے کے
واسطے پچھلی قوموں کی ہدایت کی غرض سے انبیاء علیہم السلام آتے رہے اور خلافت کا
فرض پورا کرتے رہے۔ مگر ابلیس نے تو اپنے ملعون ہونے سے جلکہ پہلے خلیفہ آدم علیہم السلام
کے وقت سے آدمی کی نسل کے گمراہ کرنے کا بیڑا اوٹھایا ہی ادسکو پچھلے نبیوں کے وقت
میں جب کبھی موقع ملا۔ ابلیس نے اُن کی قوموں کو بہکا کر اون کی دنیا اور آخرت کے تباہ
کرنے میں کسر نہیں اوٹھا رکھی جس سے اُن قوموں میں منافرت پیدا ہوئی، قومی ملکی تعصب
بھڑکا اور جھگڑہ فساد برپا ہو کر خون خرابے تک نوبت پہونچی۔ دوسری طرف ابلیس نے
اُن قوموںکے دولتمندوں میں آرام طلبی اور عیش و عشرت کی عادتیں ڈالیں اور اونکو خدا
کی مخلوق کے درد سے بالکل بے پرواہ اور غافل کردیا اور اس طرح اون میں بدکاری اور
بدمعاشی شروع ہوگئی۔ یہ حالتیں پچھلی قوموں میں ایسی پھیل جاتی تھیں کہ وہ قومیں خدا کی
نافرمانیاں علانیہ کرنے لگ جاتی تھیں اور اپنے نبیوں اور خلیفوں کا کہنا بھی نہیں مانتی
تھیں جب خرابی کی صورت اس درجہ تک پہونچ جاتی اور خدا کی زمین سے امن امان مفقود
ہوجاتا اور ظلم و ستم کا بازار گرم ہوجاتا۔ اوسوقت ایسی گمراہ بدکار اور ظالم قوموں پر
خدا تعالیٰ کے عذاب نازل ہوتے اور وہ قومیں اور اونکے ملک تباہ اور برباد کردیئے جاتے
ایسی گمراہ قوموں کی تباہی کا حال سورۂ یونس کی اس آیت میں قرآن مجید میں بیان کیا
گیا ہی ولقد اھلکنا القرون من قبلکم لما ظلموا وجاءتھم رسلھم بالبینٰت و

ماکانوالیومنوا کذٰلک نجزالقوم المجرمین اور تم سے پہلے بہت سی بستیاں ہم تباہ کر چکے ہیں۔ جبکہ اونہوں نے ظلم کیا حالانکہ اون کے رسول اونکے پاس نشانیاں لیکر پہونچ چکے تھے اور اون سے یہ بھی نہ ہوسکا کہ ایمان لے آتے۔ اور اس طرح ہم ہر سرکش قوم کو سزا دینگے۔ اس آیت شریف میں اسلام سے پہلے کی قدیم نافرمان قوموں کی بستیاں برباد کرنے کا حال بیان کیا گیا ہی۔ جن بستیوںکے لوگ اپنے رسولوں اور خلیفوں کا کہنا نہیں مانتے تھے اور ان رسولوں اور خلیفوں کے بتائے ہوئے خدائی قانون کے موجود ہوتے ہوئے انکی طرف سے بے پرواہ ہوکر اپنے بنائے ہوئے انسانی قانون کی آڑ میں ظلم کرتے تھے۔ اس آیت میں تنبیہ کے واسطے یہ بھی بتا دیا گیا ہی کہ ایسے خدائی قانون توڑنے والونکی سزا اونکی خانہ ویرانی ہی۔ تاکہ مسلمان دنیوی قانون کے مقابلہ میں خدائی قانون کی پابندی کی طرف زیادہ راغب ہوجائیں۔ اس آیت سے معلوم ہوتا ہی کہ ظلم بہت بڑا گناہ ہی مگر ظلم کیا چیز ہی یہ بھی غور طلب امر ہی آجکل ظلم کا لفظ کسی کمزور کے مارپیٹ کرنے یا کسی کا مال چھین لینے یا کسی بے گناہ کو قتل کر دینے کے فعل کے واسطے استعمال ہوتا ہی بیشک یہ سب باتیں انصاف کے خلاف ہیں اور اسی وجہ سے ظلم کے اندر شامل ہیں مگر قرآن مجید میں شرک کو بہت بڑا ظلم بیان کیا گیا ہی۔ دیکھو قرآن کی آیت جہاں کہا گیا ہی ان الشرک لظلم عظیم یقینی شرک سب سے بڑا ظلم ہی یاد رکھو۔ شرک کا لفظ بڑا وسیع ہی جہاں یہ شرک ہی کہ خدا کی عبادت میں کسی دوسرے کی عبادت کو شریک کیا جائے وہاں یہ بھی شرک ہی کہ خدا یتعالیٰ کے صریحی حکموں کو نظرانداز کیا جائے اور اوسکے مقابلہ میں انسان کے حکموں کی تعمیل کی جائے۔ خوب سمجھ لو۔ صرف خدا یتعالیٰ احکم الحاکمین ہی اوسکے قانون اور اوسکے حکم کے مقابلہ میں کسی انسانی قانون یا انسانی حکم کی کچھ بھی حقیقت نہیں ہی۔ اور

خدائی قانون اور حکم کے موجود ہوتے ہوئے اوسکے صریحی خلاف۔ انسانی قانون یا انسانی حکم کی تعمیل کرنا۔ یہ بھی شرک فی امراللہ ہی۔ دنیا کے حاکموں کا اثر صرف اس دنیا کی زندگی تک رہیگا اور مرنے کے بعد یہ اثر نیست ونابود ہو جائیگا مگر اللہ تعالیٰ کے حکموں کا اثر اُس زندگی میں بھی رہیگا جیسا کہ نافرمان قوموں کی بستیوں کی تباہی کی مثال سے ظاہر ہوتا ہی اور مرنے کے بعد قیامت بلکہ اوسکے بعد ابدالآباد تک قائم اور دائم رہیگا۔ مسلمانو! آجکل کا زمانہ تمہارے واسطے بڑے امتحان کا زمانہ ہی دنیا کا خوف اور دنیا کا لالچ سامنے کرکے۔ تمہارا پُرانا آبائی دشمن ابلیس تمکو بہکاتا ہی اور خدائی قانون اور خدائی حکم۔ قرآن مجید اور حدیث شریف کے مقابلہ میں اس پاک قانون اور حکموں کے صریحی مخالف۔ دنیاوی قانون اور دنیوی حکموں کی تعمیل کی ترغیب دیتا ہی۔ تم کو بہت احتیاط سے قدم اوٹھانا چاہیے تاکہ اس کٹھن امتحان میں تم پورے اوترو اور اپنے احکم الحاکمین کے سامنے سرخرو ہو کر جاؤ۔ بہرحال اوپر کے بیان سے اور دوسری قرآنی آیات سی ثابت ہوتا ہی کہ اس طرح مختص القوم خلافتیں پہلے زمانہ میں اپنے اپنے وقت میں۔ اپنا فرض پورا کرتی رہیں اور جن قوموں نے ان خلافتوں کی ہدایت کی طرف سے بے پرواہی برتی یا اونکے حکم جو خدائی حکم تھے نہیں مانے۔ وہ قومیں تباہ وبرباد ہوتی رہیں۔ مگر اس قوم وار خلافت سے ابلیس کو ایک خاص موقعہ آدم کی اولاد کے باہم عداوت اور دشمنی کرانیکا اور مل گیا اور ملکی اور قومی تعصب کے پردہ میں آدمیوں کی دشمنی اور عداوت کو بھڑکا دینے کے بہت سے ذریعہ پیدا ہو گئے جس سے فتنہ وفساد اور آدمی کی نسل میں خون خرابے برپا ہونے لگے اور بدامنی کی بنیاد جم گئی۔ خدا تعالیٰ کا منشا اس زمین پر آدمی کے ذریعہ سے انتظام اور امن امان قائم کرنے کا اور محبت ہمدردی خلوص اور پیار

کے جزبات ظاہر کرنے کا تھا لیکن ابلیس کی چالوں سے جسکو قوم دار خلافت سے اچھا موقعہ ملگیا۔ اس میں کھنڈت پڑگئی اور اس طرح اس زمین پر مختص القوم خلافت کچھ مفید ثابت نہیں ہوئی۔

تمام آدم کی اولا ایک خلافت کے جھنڈے کے تلے مختص القوم اور مختص الملک امتیاز برطرف

اللہ تعالٰی کی ذات تو رب العالمین ہی اوسکی قدرت انسان کے وہم اور گمان سی بالا تر ہی۔ وہ ہر چیز کا پیدا کرنیوالا ہی کسی مخلوق کی کیا حقیقت ہی کہ خالق کے انتظام میں فرق ڈال سکے۔ ابلیس کیسا ہی مفتری اور کیسا ہی چالاک ہو مگر ہے تو خدا ہی کی مخلوق۔ خالق کی مرضی کے مقابلہ میں مخلوق کی مرضی کیسے چل سکتی ہی جب ابلیس نے مختص القوم اور مختص الملک اور وقتی خلافتوں کی آڑ میں۔ آدم کی اولاد کے آپس میں رشک حسد دشمنی اور عداوت کا اس طرح بیج بو دیا۔ اوسوقت اللہ الرحمان الرحیم کی رحمت میں ایک نئی لہر پیدا ہوئی اور وہ وقت آگیا کہ وہ قادر قیوم۔ آدم کی اولاد کی باہم محبت الفت پیار اور اخلاق کی وہ مضبوط صورت ظاہر کر دے جو ازل سے اوسکی مشیت میں تھی۔ اس کے واسطے ضرورت تھی کہ تمام انسانی نسل بلا لحاظ ملک کے، بلا لحاظ قوم کے، بلا لحاظ خاندان کے، اور بلا لحاظ رنگ کے۔ ایک ایسے اُصول کے ماتحت اکھٹا کر دیجائے جس میں کسی وقت اور کسی حالت میں فرق نہ پڑ سکے اور وہ اُصول ایسے مضبوط اور ایسے مکمل ہوں جن میں کسی زمانہ اور کسی حالت میں ترمیم کی ضرورت باقی نہ رہے اور یہ اُصول ہر قوم ہر ملک میں ہمیشہ ہمیشہ اپنا فائدہ ظاہر کرتے رہیں۔ ایسی اعلیٰ نعمت سے آدمی کی نسل کو

مالا مال کرنے کے واسطے ضرورت تھی کہ یہ کام صرف ایک ذات کی سپرد کیا جائے اور جس ذات کی سپرد کیا جائے وہ شخص ایسا عالی ظرف عالی حوصلہ عالی دماغ ہو جو تمام پچھلے گزرے ہوئے رسولوں اور خلیفوں کی تصدیق کرتے ہوئے اونکے مختص القومی اصولوں میں ایسی آسان ترمیم کردے جس سے ابلیس کو مختص القومی جذبات میں نفرت اور غصہ پیدا کر دینے کا موقعہ باقی نہ رہے اور وہ شخص تمام آدمی کی نسل کو ایک خدائی خلافت کے جھنڈے کے تلے اکٹھا کرنے کی قابلیت اور ہمیشہ ہمیشہ کے واسطے خدائی خلافت کا فیض جاری رکھنے کے انتظام کی اہلیت رکھتا ہو۔ ایسا اکمل انسان اخیر زمانہ کے واسطے اللہ تعالی نے پہلے سے چن رکھا تھا اور وقت موقعہ اور ضرورت دیکھکر دنیا جہان کے مالک نے اوس انسان کو بھیج کے یہ اہم ذمہ داری کا کام اوس شخص کی سپرد کر دیا وہ شخص اور وہ مکمل انسان جسکو اللہ تعالے نے اس کام کے واسطے بھیجا ہمارے سرکار حضور محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہی جن کی شان میں اللہ تعالی قرآن پاک میں فرماتا ہے محمد الرسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم تراھم رکعا سجدا یبتغون فضلا من اللہ و رضوانا (ترجمہ) محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے بھیجے ہوئے ہیں اور جو اونکے ساتھ ہیں وہ کافروں پر سخت اور آپس میں رحم کرنے والے ہیں تو اونکو رکوع کرتے سجدہ کرتے دیکھیگا وہ اللہ کے فضل اور اوسکی رضامندی کی تلاش میں رہتے ہیں اس آیت میں حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت اور آپ کے ساتھیوں کا تذکرہ ہی جن سے خلافت کا سلسلہ حضور کی وفات شریف کے بعد قائم ہونیوالا تھا۔ چونکہ اس آخری خدائی خلافت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کے ذریعہ سے خدا تعالی اپنی رحمت تمام جہان پر نازل کرنا تھی تاکہ ابلیس کے بوئے ہوئے زہریلے پودے تو موں

اور اُمتوں کے آپس کی منافرت کی جڑ بنیاد تباہ ہو جاوے۔ اور آدم کی اولاد کے آپسمیں
محبت اور ہمدردی کی لہریں جاری ہو جائیں اسلئے اللہ تعالیٰ کے براہ راست آخری
خلیفہ جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ سراپا رحمت بناکر دنیا کی ہدایت کے واسطے اللہ
تعالیٰ کی درگاہ سے بھیجے گئے اور صمدیت کی بارگاہ سے آپکو بجا طور سے ارشاد ہوا وما
ارسلنٰك الا رحمة للعٰلمین اور ہم نے (اے محمدؐ) تمکو نہیں بھیجا مگر تمام جہان والوں
کے واسطے رحمت۔ یہ اس کی ایک صاف دلیل ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت
تمام دنیا کے واسطے تھی۔ آپ کا تعلق کسی خاص فرقہ یا کسی خاص قوم یا کسی خاص ملک
سے نہیں تھا۔ اسکو قرآن مجید میں ایک دوسری جگہہ صاف کھولدیا گیا ہی جہاں کہا گیا ہے
قل یایها الناس انی رسول الله الیكم جمیعا ۟ الذی له ملك السمٰوٰت والارض
لا اله الا هو یحی ویمیت فامنوا بالله ورسوله النبی الامی الذی یومن بالله
وکلمته واتبعوه لعلکم تهتدون۔ کہدے (اے محمدؐ) اے لوگو میں تم سب کی
طرف یقینی اللہ کا بھیجا ہوا ہوں (وہ اللہ) آسمانوں اور زمینوں میں جسکی حکومت ہی۔ سوے
اوسکے کوئی ذات عبادت کے لایق نہیں ہی وہی زندہ کرتا ہی وہی مار ڈالتا ہی۔ پھر تم
اور اوسکے رسول پر ایمان لے آو (ایسا رسول) جو ان پڑھ ہی اور اللہ اور اوسکے کلام
پر یقین رکھتا ہی اور اوس (رسول) کے تابعدار ہوجاؤ تاکہ تم کو ہدایت مل جائے۔ اوس
پاک ان پڑھ ذات نے اپنے مالک کی وحی کے ذریعہ سے بنی آدم کے اتفاق اور اتحاد
اور اونکی آپس کی محبت اور ہمدردی کے واسطے ایک سادہ مگر عجیب وغریب اصول ان
لفظوں میں آدمی کی نسل کے واسطے پیش کردیا کہ تمام مسلمان آپس میں بھائی ہیں پس
بھائیوں کے درمیان صلح ہونا چاہیے انما المؤمنون اخوة فاصلحوا بین اخویکم

اس عجیب وغریب اصول اور حکم سے تمام بنی آدم جو خدائی خلافت کے جھنڈے کے نیچے آئے آپس میں بھائی بھائی بن گئے۔ اس حکم سے خدائی خلافت والوں کے درمیان سے ملک قوم نسل رنگت پیشہ کا تمیز بالکل اُٹھ گیا اور اس تفریق سے جو منافرت تعصب اور حقارت کے جذبات پیدا ہو جاتے تھے وہ بالکل فنا ہو گئے اور ابلیس جو اس تفریق کے پردہ میں آدم کی اولاد کے باہم خون خرابے جاری کرادیا کرتا تھا اور خدا کی زمین میں آئے دن فساد پیدا کراتا رہتا تھا وہ معطل ہو گیا۔ دیکھو آدم کی اولاد کی آپس کی محبت آپس کے پیار اور آپس کی ہمدردی کا کیسا آسان اور کیسا مضبوط اُصول ہی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کسی نبی کسی رسول اور کسی خلیفہ کی شریعت میں نہیں تھا۔ اس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے خدا تعالیٰ نے تمام انسانی نسل کو ایک خلافت کے جھنڈے کے نیچے اکھٹا کر دیا۔

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے اور آپ کی ذات بابرکات تک اکثر خدا تعالےٰ کی خلافت اور رسالت ایک ہی ذات میں ہوتی چلی آتی تھی جیسے حضرت آدم علیہ السلام خدا کے خلیفہ بھی تھے اور رسول بھی تھے اور یہی حال دوسرے انبیاء علیہم السلام کا تھا جیسا کہ اوپر ایک جگہہ علامہ زمخشری رحمۃ اللہ علیہ کے قول سے معلوم ہو چکا ہی انبیا علیہم السلام کو نبوت رسالت یا خلافت سیدھی خدا تعالیٰ کے یہاں سے عطا فرمائی جاتی تھی۔ لیکن ہمارے سرکار جناب احمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات تک سیدھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبوت رسالت پہونچنے کا سلسلہ تو ختم ہو گیا۔ کیونکہ اب بنی آدم پر کامل دین ظاہر ہو چکا اور خدا کی نعمتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے پوری ہو گئیں جیسا کہ قرآن مجید میں آپ کو مخاطب کر کے کہا گیا ہی الیوم اکملت

لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا آج تمہارے
واسطے میں نے تمہارا دین پورا کردیا اور اپنی نعمت تم پر ختم کردی اور تمہارے واسطے
اسلام کا مذہب چن دیا۔ آدم کی اولاد کو ایسے اعلیٰ انعام سے سرفراز کرکے نبوت یا
اپنی ذات کی سیدھی خلافت کا سلسلہ خدایتعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد
بند کردیا اور آپ کی نسبت قرآن مجید میں فرمادیا ماکان محمد ابا احد ولاکن رسول
اللہ وخاتم النبیین محمدؐ کسی کا باپ نہیں تھا لیکن خدا کا رسول اور نبوت کی انتہا
تھا۔ ان آیتوں سے معلوم ہوجاتا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جبکہ خدا کی
سب نعمتیں پوری ہوچکیں تو وحی کے سلسلہ کی ضرورت نہیں رہی۔ مگر آدم کی اولاد کو
خدا اور رسول کا رستہ بتانے والے کی ہر وقت حاجت ہوگی۔ اس سبب سے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت میں آپکی خلافت کا سلسلہ اللہ تعالیٰ نے قائم رکھا اور قرآن
مجید میں ارشاد فرمادیا وعد اللہ الذین امنوا منکم وعملوا الصّٰلحٰت لیستخلفنھم
فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم جو تم میں ایمان لائے اور اچھا کام کرتے
ہے اللہ نے اون سے وعدہ کیا ہی کہ اللہ اون کو زمین پر ضرور خلیفہ بنالیگا جیسا کہ اون سے
پہلے وہ خلیفہ بناتا رہا ہے یہ آیت صاف بتاتی ہی کہ دنیا میں خلافت ہمیشہ آتی رہی ہے
اور آتی رہیگی۔ خلافت کا یہ پیغام خدایتعالیٰ کی طرف سے۔ محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے وسیلہ سے۔ اب سے تیرہ سو چالیس برس پیشتر آدمی کی نسل کی آگاہی کے واسطے آچکا ہی
یہ انسانی پیغام نہیں ہی جو اَب بنالیا گیا ہو یہ خدائی پیغام ہی۔ اس سے صاف معلوم
ہوجاتا ہی کہ قرآن مجید کی رو سے خلافت کے مسئلہ کو خدایتعالیٰ کی طرف سے سمجھنا ہر مسلمان
کا فرض ہی خواہ اوس کا تعلق کسی اسلامی فرقہ سے ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کی اُمّت میں خلافت کے سلسلہ کے متعلق قرآن پاک میں ایک دوسری جگہہ کہا گیا ہی
ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینھون عن المنکر
واولئٰک ھم المفلحون اور تم میں ایک جماعت ہونا چاہیئے کہ لوگوں کو نیکی کی
طرف بلائے اور اچھے کام کرنے کا حکم دے اور بُرے کام سے منع کرے۔ یہی فلاح
پانے والے لوگ ہیں۔ اس آیت کی تفسیر لکھتے ہوئے علامہ زمخشری رحمۃ اللہ علیہ نے
تفسیر کشاف میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث شریف نقل کی ہی جس کے
الفاظ یہ ہیں من امر بالمعروف ونہی عن المنکر فھو خلیفۃ اللہ فی ارضہ
وخلیفۃ رسولہ وخلیفۃ کتابہ جو شخص نیکی کا حکم دے اور بُرے کام سے منع
کرے پس وہ خدا کا خلیفہ اوس کی زمین میں ہی اور اوسکے رسول کا خلیفہ ہی اور اوس کی
کتاب کا خلیفہ ہی۔ قرآن مجید سے معلوم ہوتا ہی کہ اُمّت محمّدیہ میں یہ ہی خلافت کا سلسلہ
اس اُمّت کے دوسری اُمتوں پر شرف کا سبب ہوا ہی اور اسی سلسلہ کے باعث مسلمانوں
کو دوسری اُمتوں سے بہترین اُمت کہا گیا ہی اس آیت پر غور کرو کنتم خیر امۃ
اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنھون عن المنکر وتومنون
باللہ تم (سب اُمتوں میں) اچھی اُمّت ہو جو لوگوں کے واسطے نکالی گئی ہیں۔ تم اچھے
کاموں کا حکم دیتے ہو اور بُرے کاموں سے منع کرتے ہو اور اللہ پر ایمان لاتے ہو۔ یہ ہی
خلافت کا منصب ہی جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات شریف کے بعد
مختلف زمانوں میں مختلف خاندانوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ ہوئے
اور اللہ کی شریعت، خدائی قانون کے اندر اچھی باتوں کی ہدایت اور بُری باتوں کی
ممانعت کے احکام اُمّت محمّدیہ میں جاری کرتے رہے ہیں اور انشاء اللہ قیامت تک

جاری کرتے رہینگے۔

اسلام کے خلیفہ۔ اسلامی قانون۔ شریعت کے مطابق احکامات جاری کرنے کے ساتھ ہی دینوی آزاد حکومت کے ہمیشہ مالک رہے ہیں اور کسی نہ کسی طبقۂ دنیا پر ہمیشہ اون کا اقتدار اور جاہ وجلال اور آزاد سلطنت تسلیم کی گئی ہی۔ پچھلے تیرہ سو برس کی تاریخ میں کوئی زمانہ ایسا نہیں ملیگا جس میں اسلامی خلیفہ کی خود مختار سلطنت موجود نہ ہو۔ اس سبب سے کہ ہر شخص میں اتنی روحانی قوت پیدا ہو جانا ممکن نہیں ہی کہ وہ بے چون و چرا شریعت اسلام کی پابندی کرے۔ اس کی پابندی کرانے کے واسطے دینوی اقتدار اور حکومت کے جلال اور جبروت کی ضرورت ہوگی جسکے واسطے خلیفہ کے قبضہ میں ایک آزاد سلطنت کا ہونا ہمیشہ ضروری سمجھا گیا ہی اور ہمیشہ اسکے واسطے مسلمان کوشش کرتے رہے ہیں اور انشا اللہ کوشش کرتے رہینگے۔ تاکہ اسلام کا پرامن اور آدمی کی نسل میں اتحاد پیدا کرنے والے قانون کی دنیا کے آدمیوں تک پہونچنے میں کسی طرف سے مزاحمت نہو سکے

یہی وہ مضبوط اور مکمل اصول ہیں جو قرآن مجید اور حدیث شریف میں اللہ تعالیٰ اور اوسکے رسول نے آدمی کی نسل کے واسطے محفوظ کر دئے ہیں اور خلیفوں کو اوسکے اجرا کا فرض سپرد کر دیا ہی تاکہ ہمیشہ ہمیشہ کے واسطے خدائی خلافت کا فیض بنی آدم میں جاری رہنے کا انتظام مستقل ہو جائے اور دائم قائم رہے تاکہ دنیا کے آدمی قیامت تک اوسی سے فائدہ اوٹھاتے رہیں۔ مبارک ہی وہ مقدس ذات جسکے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ نے یہ مستقل نعمت ہم کو عطا فرمائی۔ صل اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد و آلہ وصحابہ وخلفائہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین

تمت







